ہے۔شریعت کے تقاضوں کو سر سے اتار کر اگر ہم نام کے مسلمان رہ بھی گئے تو کس کام کے؟ لہٰذا ہم دست بستہ عرض گزار ہیں کہ اسلام کو لوگوں کی خواہشات کے مطابق بنانے کی بجائے لوگوں کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی طرف راغب کیا جائے۔اسی میں ہم سب کی خیریت ہے!!

قرآن حکیم اور مقامِ رسالت

قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کی ذاتِ قدسی کو اپنا موضوعِ سخن بنا کر مخالفین کا مُنہ بند کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ پریشانِ خاطر ہوتے ہیں تو قرآن آپؐ کو تسلی دیتا ہے۔ آپؐ وحی کے انتظار میں گھڑیاں گنتے ہیں اور بار بار سر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں تو قرآن اسی کو اپنا موضوع ٹھہراتا ہے۔ آپ ﷺ کے ابتدائی حالات کی محنت و مشقت ہو یا زندگی کے اختتامی دَور کی فتح و کامرانی' قرآن نے دونوں کو اپنے سینا طہر میں "بین الدفتین" جگہ دی۔ پیغمبر ﷺ باطل قوتوں کے خلاف جنگ کے لیے نکلتے ہیں اور جنگ بدر میں فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو بادشاہِ ارض و سما اس پر پوری پوری سورتیں نازل کرتا ہے۔ پیغمبر ﷺ کو جنگ میں چوٹ لگتی ہے تو قرآن اپنی آیات کو اس کے لیے وقف کر دیتا ہے' علیٰ ہذا القیاس۔ پیغمبر ﷺ میدانِ بدر میں ریت یا کنکریاں پھینکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو اپنا عمل قرار دیتا ہے۔ پیغمبر ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر مجاہدین صف شکن سے موت پر بیعت لیتے ہیں تو خدا پیغمبر ﷺ کے ہاتھوں پر بیعت کرنے والوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی خوشخبری اور اس بیعت کو بیعت رضوان بنانے کی بشارت سناتا ہے۔ ایک بدو قبیلہ پیغمبر ﷺ کو ان کے حجرے کے باہر سے سخت آواز میں بلاتا ہے تو قرآن ان کو 'حبط اعمال' کی وعید سناتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس بارگاہِ ناز میں انہیں ادب واحترام سے آنا اور پیغمبر ﷺ کو آہستگی سے پکارنا چاہیے' ورنہ سب اعمال اکارت ہو جائیں گے۔ پیغمبر ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات سے پیغمبر ﷺ کو شکایت ہوتی ہے تو اللہ کی کتاب' جبرئیل' فرشتوں اور تمام اہل ایمان کو آپؐ کی تائید و حمایت میں لا کھڑا کرتی ہے۔ یہ سلسلہ مکہ میں نبوت ملنے سے شروع ہوا اور "حجۃ الوداع" کے تکمیل دین کے موقع تک یکساں طریقے سے جاری و ساری رہا۔ قرآن مجید سے آنحضرت ﷺ کا جو مقام و مرتبہ متعین ہوتا ہے وہ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال یہ ہے ؎

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است!

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف)

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.